ماہنامہ

النجم

مئی 2025

ایڈیٹر : ابو حیان سعید

ماہنامہ

مئی 2025

ایڈیٹر : ابو حیان سعید

فہرست مضامین :

ایڈیٹوریل ..
جہاد گروپ آف انڈسٹریز لمیٹیڈ

لشکری دنوں کی بات ہے--- کشمیر میں جب کوئی لڑکا شہید ہو جاتا تو اس کے گھر والوں کو شہادت کی اطلاع دینے کا طریقہ بڑا دلچسپ ہوتا --- جماعت کی طرف سے تین چار بھائی ---جن کے جماعتی نام یوں ہوتے ---ابو دجانہ بھائی ---ابو تراب بھائی ،ابو طلحہ یا ابو القاسم بھائی وغیرہ ---سب کے ناموں میں ابو کنیت کے طور پر مشترک ہوتی----
یہ گینگ شہید کے گھر اطلاع دینے جاتا ---کہ آپ کا بچہ فلاں فدائی حملہ میں رگڑا گیا ہے ---یہ آپ کے لیے اعزاز کی بات ہے--- نیز آپ کے بچے کی غائبانہ نماز جنازہ حافظ صاحب یا عبد الرحمٰن مکی یا سیف اللہ خالد یا کوئی اور امیر المجاہدین صاحب پڑھائیں گے------
نہ تو شہید کی ماں اپنے جگر پارے کے لاشے پر بین کر پاتی نہ بوڑھا باپ اپنے لخت جگر کے جنازے کو کندھا دے پاتا نہ بہنیں اپنے بھائی کی لاش پر ماتم کر پاتیں کیونکہ ان کے عزیز کی لاش نہ جانے کس کے دھندے کا رزق بن کر سرینگر کے چوک میں لٹک چکی ہوتی---

مگر جماعت کے ہفت روزہ میں باقاعدگی سے شہید کی کرامات اور اس کے گھر والوں کے حوصلے کی مبالغہ آمیز داستانیں اور بڑے غائبانہ نماز جنازہ کا ذکر چھپتا ----
مگر یہ نہیں چھپتا کہ شہادت کی ڈیل میں اس دھندے کے سی ای او نے کتنے نوٹ چھاپ لیئے ----
آپ کے بیٹے یا بھائی کی موت کی تشہیر سے کتنا چندہ ان کھاتے میں گیا ہے-----آپ کا بیٹا یا بھائی تو اس انڈسٹری کی ایک انویسٹمنٹ تھے جسے امیر احمزہ جیسے لکھاری شہید کی لاش سے کئی سال بعد بھی تازہ خون بہنے اور ان کی قبروں سے خوشبو برآمد ہونے والے چتیاپے کے پیچھے چھپائیں گے ---

یہ جہاد درحقیقت بہت بڑی انڈسٹری ہے جہاں اربوں کا دھندہ ہوتا ہے یہاں کروڑوں کی فنڈنگ ہڑپ ہو جاتی ہے کہیں سعودیہ سے ریالوں کا من و سلویٰ اترتا ہے کہیں ڈالروں کی تجلیات انہیں مستفید کرتی ہیں۔
ان کا یہ کاروبار انتہائی منظم ہوتا ہے بڑی پارٹیوں سے فنڈ نکالنے میں یہ بڑے ماہر ہوتے ہیں۔

یہاں تک کہ انھوں نے مریدکے مرکز کی تعمیر کے لیئے اسامہ بن لادن کے استاد عبداللہ عزام سے بھی کروڑ روپے نکلوا لیئے تھے ۔ جماعت کے عسکری ونگ کے سربراہ زکی الرحمان لکھوی کے عرب کنکشن کافی مضبوط ہیں ان کی بہن ایک عربی شیخ ابو عبداللہ صحرائی سے بیاہی ہیں صرف ابو عبداللہ نے مریدکے کا مرکز تعمیر کرنے کے لیئے دس ملین روپے دیئے تھے.

چندے کے لیئے ان کے پاس ایک سے ایک بڑا فنکار ہوتا ہے----برصغیر میں سرسید کے بعد چندے جمع کرنے کا ہنر ان کو ہی عطا ہوا ہے--
"کشمیر کی بیٹی اپنی لہو میں تر چادر اوڑھے تمھاری راہ تک رہی ہے---- سرینگر, کے زنداں میں قید مجاہدین تمہاری مدد کے منتظر ہیں--- ہندو بنیئے کی سنگینوں تلے زندگی گزارنے والے کشمیری بھائیوں کو تم کیا منہ دکھاؤ گے آخرت میں --"
اس طرح کے بھاشن سن کر تو پتھر دل انسان بھی پگھل جائے تو نارمل مسلمان کو تو چھوڑئیے ۔

پانچ سو ملین روپے صرف چندے کہ مد میں اڑا لے جاتے ہیں اس میں شہدا فنڈ کے نام سے بھی جیب بھری جاتی ہے۔ خاص کر قربانی کی کھالیں جمع کرنے بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں---
سیلاب زدگان یا زلزلہ زدگان یا فلسطینی یا برما کے مسلمانوں کی مدد کے نام پر اچھی خاصی دیہاڑی لگائی جاتی ہے۔اس کی ایک دلچسپ مثال 2005 بالاکوٹ کے زلزلے کی ہے۔ اس کی فنڈنگ کے نام پر پانچ ملین برطانوی پاونڈ یہاں ان کے پاس آئے تو ان میں سے آدھے بھی متاثرین کو نہیں دیئے گئے ----بلکہ ادارہ خدمت خلق نامی ڈمی جماعت بنا کر انہیں ہڑپ کر لیا گیا---

جہاد انڈسٹری رئیل اسٹیٹ میں بھی کافی انویسٹ کرتی ہے۔"--jihad inc ....back in business "کے مصنف عامر رانا لکھتے ہیں۔۔صرف ایک جماعت کے لاہور اور حیدرآباد میں ایک سو اسی ملین کے پلاٹ ہیں۔۔۔جنھیں رئیل اسٹیٹ کے دھندے میں استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔

جہادی تنظیموں کی منشیات کے دھندے میں ملوث ہونے کی تصدیق کئی سورسز سے کی جاسکتی ہے۔۔طالبان کی آمدن کا بڑا حصہ افیون کی کاشتکاری سے آتا تھا جس میں بڑی بڑی پاکستانی مچھلیاں ملوث ہیں۔۔۔

سہیل وڑائچ اپنی کتاب "غدار کون "میں نواز شریف سے ایک انٹرویو کا ذکر کرتے ہوئے نواز شریف کا یہ اعتراف بیان کرتے ہیں۔۔
نواز شریف کو خفیہ ادارے کے دو افسران نے افغانستان کی منشیات سے ہونے والی" آمدنی کی بابت بریفنگ دی اور وزیراعظم کو آمادہ کرنے کی کوشش کی ریاست کو اس دھندے میں انویسٹمنٹ کرنا چاہئیے ۔۔۔

****

اسلام ، قرآن کریم ، رسول اللہ اور اصحاب رسول کے خلاف مستشر قین اور ملحدین کا تمام پروپیگنڈا ان خرا فا ت پر منحصر ہے جس کو' تاریخ اسلام ' کہا جاتا ہے . استشراق اور الحاد کا مقابلہ کرنے کے لئے محلے کی لگائی بجھائی کرنے والی مائی کی طرح کا رویہ اختیار نہیں کیا جا سکتا کہ " فلاں نے یہ کہ دیا " یا " فلاں یہ کہتا ہے " یا " فلاں فلاں یہ بات کر رہے ہیں " . اگر آپ کسی ملحد کے سامنے قرآن کریم کے سامنے کی کوئی بھی آیت مبارکہ پیش کرو گے تو وہ صاف کہ دے گا کہ وہ تو قرآن کو مانتا ہی نہیں ہے ! الحاد اور ملحدین کا مقابلہ صرف عقلی دلائل سے کیا جاتا ہے ، یہ بات اچھی طرح سمجھ لی جاتے کہ مستشرقین اور ملحدین صرف عقلی دلائل سے ' ناک آ وٹ ' ہوتے ہیں .

****

ملحد کی ذہنی کفیت کی مثال ..

ابو حیان سعید

ملحد کی مثال اس طالب علم جیسی ہے کہ ہر بات کے آخر میں پوچھتا ہے " اچھا یہ بتائیں کہ اللہ کو کس نے بنایا ؟

ایک طالب علم کو استاد نے امتحان میں فیل کردیا .
طالب علم شکایت لے کر پرنسپل کے پاس چلا گیا کہ مجھے غلط فیل کیا گیا ہے
پرنسپل نے استاد اور طالب علم دونوں کو بلا لیا اور استاد سے فیل کرنے کی وجہ پوچھی استاد صاحب نے بتایا کہ اس لڑکے کو فیل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ موضوع سے باہر نکل جاتا ہے جس موضوع پر اسے مضمون لکھنے کو دیا جائے اسے چھوڑ کر اپنی پسند کے مضمون پر چلا جاتا ہے !
پرنسپل نے کوئی مثال پوچھی تو استاد صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے اسے بہار پر مضمون لکھنے کو کہا تو وہ اس نے کچھ اس طرح لکھا
موسم بہار ایک بہت ہی بہترین موسم ہوتا ہے اور اس کے مناظر بہت ہی دلنشین ہوتے ہیں۔ اس موسم میں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوتی ہے اور سبزے کی بہتات ہو جاتی ہے ، اس موسم کو اونٹ بہت پسند کرتے ہیں اور اونٹ بہت ہی طاقت ور جانور ہے۔ یہ صحراء کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹ نہایت ہی صابر جانور ہے۔ لمبے لمبے سفروں پر نکلتا ہے اور زیادہ دن بھوک و پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عرب کے لوگ اونٹ کو بہت پسند کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ
پرنسپل صاحب نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ مناسبت کی وجہ سے بہار کی بجائے اونٹ پر لکھ بیٹھا ہو آپ اسے کوئی اور موضوع دے کر دیکھتے
استاد صاحب نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ اس سے کہا کہ تم اس طرح کرو کہ جاپان میں گاڑیوں کی فیکٹری پر مضمون لکھو۔ اس طالب علم نے جو مضمون لکھا وہ کچھ اس طرح تھا
جاپان ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور گاڑیوں کی صنعت میں اس کو منفرد و اعلی مقام حاصل ہے۔ جاپان دنیا میں پہلے نمبر پر ہے گاڑیاں برآمد کرنے میں۔ ہمارے ملک میں

بھی زیادہ تر گاڑیاں جاپان کی استعمال ہوتی ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں پیٹرول کی قیمت بہت زیادہ ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم سواری کے لیے اونٹ کا استعمال کریں اونٹ بہت ہی طاقت ور جانور ہے۔ یہ صحراء کا جہاز کہلاتا ہے۔
اونٹ نہایت ہی صابر جانور ہے۔ لمبے لمبے سفروں پر نکلتا ہے اور زیادہ دن بھوک و پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عرب کے لوگ اونٹ کو بہت پسند کرتے ہیں .

پرنسپل بہت حیران ہوا اس نے کہا کہ شاید سواری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے ، آپ بالکل ہی کوئ الگ موضوع دے کے دیکھتے ۔ استاد صاحب نے کہا جی ایک دفعہ میں نے بالکل ہی الگ موضوع دیا جس میں اونٹ کا ذکر آنا ہی ناممکن تھا میں نے اسے کمپیوٹر پر مضمون لکھنے کو کہا لیکن اس نے جو مضمون لکھا وہ کچھ اس طرح تھا
کمپیوٹر ایک نہایت ہی حیران کن ایجاد ہے۔ جو کام پہلے سالوں میں نہیں ہوتے تھے وہ آج سکینڈوں میں ہوتے ہیں ۔کمپیوٹر کا انسانی زندگی پر بہت بڑا احسان ہے۔ آج کل کی نئی نسل کمپیوٹر کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔اس کا استعمال زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہیں جو تعلیم یافتہ ہوں۔ لیکن جہاں تک غیر تعلیم یافتہ طبقے کا تعلق ہے تو وہ کمپیوٹر پر توجہ نہیں دیتے کیوں کہ وہ اور سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔
بالخصوص صحراوں میں جو بدھوں رہتے ہیں ان کو تو کمپیوٹر کا الف سے با نہیں پتہ۔ لہذا ہمارے علاقے میں یہ لوگ زیادہ تر وقت اونٹ کے ساتھ گزارتے ہیں۔ اونٹ بہت ہی طاقت ور جانور ہے۔ یہ صحراء کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹ نہایت ہی صابر جانور ہے۔ لمبے لمبے سفروں پر نکلتا ہے اور زیادہ دن بھوک و پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عرب کے لوگ اونٹ کو بہت پسند کرتے ہیں۔
پرنسپل نے یہ سنکر کہا کہ پھر تو آپ نے ٹھیک فیل کیا ، پھر طالب علم سے کہا کہ میں آپ کو ایک موقع دیتا ہوں آپ یہیں بیٹھ کر ایک مضمون لکھو جو موضوع سے ادھر ادھر نہ ہٹے ، طالب علم مان گیا اور پرنسپل نے اسے ایک روڈ ایکسیڈنٹ پر مضمون لکھنے کو کہتا ہے تو طالب علم یوں مضمون لکھتاہے
ایک دفعہ ہم خان پور کٹورا سے گاڑی میں چولستان جا رہے تھے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی ہم ایسے علاقے سے گزر رہے تھے جہاں پر اونٹ روڈ کراس کرتے ہیں۔ ایک دم ایک اونٹ بھاگتا ہوا ہماری گاڑی سے ٹکرا گیا ، اونٹ کی خاص بات یہ ہے

کہ وہ نہ ہی گاڑی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی دور ہٹتا ہے۔ اونٹ بہت ہی طاقت ور جانور ہے۔ یہ صحراء کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹ نہایت ہی صابر جانور ہے۔ لمبے لمبے سفروں پر نکلتا ہے اور زیادہ دن بھوک و پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عرب کے لوگ اونٹ کو بہت پسند کرتے ہیں۔
جب پرنسپل صاحب نے یہ مضمون پڑا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ تمہارا کوئی علاج نہیں اور اس کو فیل کردیا۔ اب جناب اس شاگرد کا شک یقین میں بدل گیا کہ اس کے ساتھ ضرور بالضرور ظلم ہوا ہے اور اس نے محکمہ تعلیم کو ایک درخواست لکھی
جناب عالی
میں اپنی کلاس کا ایک نہایت ہی ذہین طالب علم ہوں اور مجھے سالانہ امتحان میں جان بوجھ کر فیل کر دیا گیا ہے ، میرے استاد نے میری قابلیت کی وجہ سے مجھے فیل کیا ہے ، جناب میں نے اپنے استاد کے ناقابل برداشت رویے پر ایسے ہی صبر کیا جیسے اونٹ اپنے مالک کے ظلم و ستم پر صبر کرتا ہے۔ مالک اونٹ سے اپنے کام بھی نکلواتا ہے اور اس کو ستاتا بھی ہے۔ اور ہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اونٹ بہت ہی طاقت ور جانور ہے۔ یہ صحراء کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹ نہایت ہی صابر جانور ہے۔ لمبے لمبے سفروں پر نکلتا ہے اور زیادہ دن بھوک و پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عرب کے لوگ اونٹ کو بہت پسند کرتے ہیں۔

****

علوم الحدیث ... سند کیا ہے ؟

کسی بھی روایت کے تین حصّے ہوتے ہیں ، دو ظاہری اور ایک پوشیدہ . ظاہری حصّے سند اور متن ہیں اور پوشیدہ حصّہ درایت ہوتا ہے . اکثر و بیشتر درایت کا معاملہ بھی سند سے منسلک ہو جاتا ہے .
اکثر یہ استفسار ہوتا تھا کہ آپ روایات کی سند پر بہت زیادہ چھان پھٹک کرتے ہیں اور سند میں موجود را ویوں میں کسی ایک یا چند را ویوں کی وجہ سے روایت کو مسترد کر دیتے ہیں !
ہم تو ہمیشہ یہ عرض کرتے رہے کہ سند کسی بھی روایت کی پہلی سیڑھی ہے اگر پہلی سیڑھی ہی ڈھلمل ، ڈھلمل ہو رہی ہو اور سیڑھی کا پہلا ہی پائے دان ٹوٹ رہا ہو تو آگے کیا ہو گا ؟
اسناد سے مراد ہے: اونچی زمین، پہاڑیا بلندی پر چڑھنا، نیچے سے اوپر جانا۔ عام اصطلاح میں ’’رفع القول إلٰی قائلہٖ‘‘ یعنی قول کی نسبت اپنے کہنے والے کی طرف کرنے کا نام اسناد ہے۔

****

احکام دین میں متنوع اور متضاد روایات اور احادیث کی بھرمار ——

پروفیسر عبد الرحمٰن

احکامِ دین کا اصل سر چشمہ ، قرآن حکیم کی بیسیوں آیات کے مطابق خود قرآن مجید ہے جو اللہ کے اپنے دعوے کے مطابق واحد منزل من اللہ کتاب ہے۔ تاہم ہمارے علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ احادیث چونکہ قرآن کریم کی تشریح اور تفسیر ہیں ، لہٰذا احکام کو بجا لانے اور انہیں پریکٹیکلی زیر عمل لانے کے لیے احکام کی ہئیتوں اور طریقوں کی تفصیلات احادیث سے ملتی ہیں ، لہٰذا قرآن کے ساتھ ساتھ کتب احادیث بھی دین کا ماخذ ہیں اور ان میں موجود بیانات دین ہیں اور دین میں حجت ہیں ۔
سوال یہ ہے کہ کیا یہ دعویٰ کسی عقلی پیمانے پر پورا اترتا ہے یا یہ محض علماء کی خوش خیالی اور خوش گمانی ہے یا پھر لوگوں کو بے وقوف بنانے کا ایک ذریعہ اور ڈھنگ ہے ؟؟؟ اس کا فیصلہ تو درج ذیل بحث کے مطالعہ کے بعد ہی ہمارے قارئین بہتر طور پر کر سکتے ہیں اور علماء کے دعوے کی صداقت کا معاملہ ہم قارئین کی صوابدید ، سینس ، فہم ، عقل اور شعور اور ان کی تجزیاتی اور تنقیدی صلاحیت پر چھوڑتے ہیں ۔

مطالعہ قرآن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سوائے نماز اور حج کے ، تقریباً باقی تمام احکامات کی تفصیل خود قرآن کے نازل کرنے والے اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں بیان کردی ہے ۔ نماز(یعنی صلات) اور حج کی تفصیل اس لیے بیان نہیں کی گئی کہ یہ عبادات اور ان کی تفصیل اہل عرب اور اہل کتاب کے لیے معلوم القوم اور معروف القوم تھی ، یعنی ان کے لیے یہ چیزیں اجنبی نہیں تھیں ، یہ ان کے لیے پہلے سے understood تھیں ، وہ ان چیزوں سے بخوبی متعارف اور آ گاہ تھے ، اسی لیے اللہ نے ان کی تفصیل بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا ، بالکل ایسے ہی کہ جیسے گریجویشن کا ایک طالب علم اس بات سے پہلے سے واقف ہوتا ہے کہ ایٹم اور مالیکیول کیا چیز ہیں ، لہٰذا گریجویشن لیول پر مڈل اور میٹرک کی کسی کتاب کے برعکس ایٹم اور مالیکیول کی تعریف یعنی ان کی definition اور تشریح میں وقت اور صفحات ضائع نہیں کیے جاتے ۔ ایک انڈر گریجویٹ طالب علم کے لیے یہ اصطلاحات already understood ہوتی ہیں ۔

تاہم چونکہ صوم یعنی روزے کی کوئی تفصیل قرآن کے مخاطبین عربوں کو معلوم نہ تھی اور اس کا طریقہ ان کے لیے معلوم القوم اور معروف القوم نہیں تھا ، لہٰذا

اللہ نے قرآن مجید کے دوسرے پارے کے ساتویں رکوع میں پورا قانون صوم تفصیلاً بیان کردیا۔
اسی طرح مسئلہ طلاق میں بھی چونکہ اہل عرب نے بہت گڑ بڑ کی ہوئی تھی اور طلاق کے طریقے میں اپنے مردانہ شاونزم اور مردانہ تعصب کی وجہ سے اپنی خواہشات اور اپنے من مانے طریقوں کو دین اور شریعت بنا رکھا تھا کہ جس سے ان کے زیر قبضہ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ رگڑا لگایا جا سکے اور انہیں ہر امکانی حد تک دبا کر رکھا جا سکے ، لہذا اللہ نے پورا قانون, طلاق مع طریقہ طلاق ، تفصیل کے ساتھ قرآن میں لوگوں کے سامنے رکھ دیا تاکہ انسانی معاشرت کے اس اولین اور بنیادی معاملے میں لوگ بھٹکتے نہ پھریں اور منزل من اللہ کتاب ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو کسی مشکل ، الجھاؤ اور کنفیوژن کا شکار ہونے سے بچائے رکھیں ۔
چونکہ کسی قانون پر عمل اس وقت تک ممکن نہیں ہے کہ جب تک وہ قانون مکمل شکل میں لوگوں کے سامنے نہ ہو کیونکہ ادھورے ، مبہم اور متضاد شقوں والے قانون پر عمل درآمد ناممکن بات ہے ، اسی لیے اللہ کی طرف سے دیگر بہت سے قوانین کی طرح قانون صوم اور قانون طلاق کو بھی اس کی مکمل اور تفصیلاً شکل میں پوری ہیئت اور طریقے کے ساتھ نازل کرکے محفوظ کر دیا گیا تاکہ قرآن کے پیروکاروں میں کوئی انتشار ، اختلاف ، خلجان ، ہیجان اور فساد پیدا نہ ہو۔ لہذا قرآن میں مذکور ایسے تفصیلی قوانین کے لیے انسانی زبان سے نکلے ہوئے روایاتی اور "احادیثی " بیانیوں پر مشتمل کسی قسم کی تفصیل کی ضرورت ہی نہیں تھی لیکن برا ہو ہمارے علما کی اس ذہنیت کا کہ جب تک وہ خالص دودھ میں جراثیم زدہ پانی کی مکسنگ کی طرح اللہ کی بتائی ہوئی ہر چیز میں اپنا اور راویوں کا جراثیمی بیانیہ بھی شامل نہ کریں ، تو ان کے نزدیک دین مکمل نہیں ہوتا لہذامنافقین عجم نے دین کے ہر حکم کے متعلق اتنی متعدد ، متخالف اور متضاد حدیثیں بنا بنا کر روایت کرنا شروع کردیں کہ کہ اس بات کا پتہ لگانا ہی محال کر دیا گیا کہ کس حکم, قرآن کی بجا آ وری کس طرح کی جائے کہ جو واقعتاً حقیقی معنوں میں سنت نبوی ہو اور سب کا اس پر دل و جاں سے اتفاق ہو۔ منافقین عجم نے ، جن میں سے زیادہ تر کا تعلق ایران ، خراسان ، کوفہ و بصرہ اور مصر سے تھا ، عبداللہ ابن سبا یہودی کی باقیات سے ملکر عمدا" اور قصداً محض تخریب دین کے لیے دوسری اور تیسری صدی ہجری میں نہ صرف سیرت نبوی ، پاک نفس صحابہ کرام ، انتہائی معزز اور

محترم ازواج مطہرات کے بارے میں بلکہ دین کے ہر حکم کے بارے میں جھوٹی اور وضعی سندوں کے ساتھ دھڑا دھڑ اتنی متعدد متخالف اور متضاد احادیثیں گھڑنا اور انہیں اپنے وعظوں ، خطبوں اور گفتگوءوں میں بیان کرنا شروع کردیں کہ اس حکم کا اصلی اور جینوئن سنت نبوی والا طریقہ اور منشا ہی امت کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور جعلی اور متضاد روایات سے اصل دینی حکم کو اس طرح کیمو فلیج camouflage کردیا گیا کہ بڑے بڑے فقہاء اور علما کے لیے بھی اس بات کا پتہ لگانا محال ہوگیا کہ قرآن حکیم کے کس حکم کو کس طریقے سے عملی جامہ پہنایا جائے ۔

ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ منافقین عجم کے کیریکٹر سکیچ ، ان کے شخصی خاکے ، ان کے تعارف اور ان کے بیان کردہ روایاتی بیانیوں کے گہرے تجزیے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایات کی یہ گتھی راویوں کی طرف سے جان بوجھ کر الجھائ گئی ---- جس کا مقصد و منشا امت کو قرآن سے دور کرنا ، اس میں انتشار و افتراق پیدا کرنا اور قرآن کے بے مثل اور عالی شان کلام کی قوت تسخیر کو روایات کے ذریعے بے اثر اور نیوٹرالائز کرنا اور دوسرے ادیان پر دین اسلام کے غالب رہنے کی صلاحیت کو کمزور ، بےجان اور مضمحل کرنا تھا۔ اسی لیے محدثین ، مفسرین اور فقہا کی کتابوں میں ایک ایک مسئلے پر اختلافی اور فرقہ وارانہ موقفوں اور آرا کے ڈھیر لگا دیئے گئے ۔

دور فاروقی اور دور عثمانی میں ایران اور روم کے جو مفتوحہ علاقے مسلمانوں کے زیر نگیں ہوئے ، اسلام کی قوت اور طاقت سے دب کر ان کے جو لوگ محض اپنے آپ کو سیف کرنے اور اسلامی حکومت کے فوائد سے بہرہ ور ہونے کے لیے منافقانہ ایمان لائے لیکن اندر سے ان کے دلوں میں اپنی کئ ہزار سال کی تہذیب کے تباہ ہونے کا جو ملال تھا اور ان کی گھٹی میں نیشنل ازم اور وطنیت کا جو تعصب موجود تھا ، اس نے ان کے دلوں میں عرب مسلمانوں کے لیے ایک کینہ اور بغض پیدا کردیا جس کی شہادت خود ان علاقوں کے اپنے مصنفین ، سکالرز اور شعرا کی کتابوں میں بھی ملتی ہے۔ لہذا منافقین مدینہ اور یہود مدینہ کی طرح ان مفتوحہ عجمی علاقوں کے ہوشیار اور دماغ رکھنے والے لوگوں نے کاؤنٹر ریویو لوشن counterrevolution قوتوں کے طور پر اسلامی انقلاب کے خلاف دور فاروقی، دور عثمانی ، دور علی اور دور معاویہ و یزید میں عسکری سطح پر اور بنو امیہ

کی حکومت کے خاتمے کے بعد قرآن اور امت کی وحدت کے خلاف علمی سطح پر ففتھ کالمسٹ بن کر زیر زمین سرگرمیاں شروع کردیں اور ھوشیار اور دماغ رکھنے والے لوگوں نے منافقانہ چالاکی ، انتہائی ہوشیاری ، کمال فنکاری اوراونچے درجے کی مکاری سے کام لیتے ہوئے بڑی پلاننگ کے ساتھ قرآن میں مذکور خالص ، سادہ اور آسان دین اسلام کے خد و خال کو بگاڑنے کے لیے manipulated روایات پر حدیث رسول ہونے کے تقدس کا لیبل لگا کر انہیں لوگوں کے سامنے رکھنا شروع کردیا چنانچہ عام لوگ تو ایک طرف رہے ، بڑے بڑے علماء و فضلاء بھی تقدس کے اس جام سے مسمرائزاور ہپناٹائز ہو کر ان کے دام فریب میں پھنستے چلے گئے ۔

روایات کی مینوفیکچرنگ سے پہلے، اگرچہ ان منافقین عجم نے قرآن میں معنوی اور لفظی تحریف پیدا کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی جس کے شواھد ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں لیکن مذھبی اور عوامی مارکیٹ میں قرآن کو متنازعہ بنانے کی ان کی یہ کوشش عوامی اور علمائ پذیرائی نہ ملنے کی وجہ سے زیادہ بار آ ور نہ ہو سکی اور قرآن کے خلاف ان کی سازشی تھیوریاں زیادہ تر ان کی کتابوں تک محدود ہوکر رہ گئیں تاہم مذھبی اور عوامی مارکیٹ میں قول رسول ، عمل رسول اور حدیث رسول کے نام سے ان کا مال خوب بکا اور بڑے بڑے علماء و فضلاء ان کے حلقہء دام اسیر ہو گئے جس کے نتیجے میں ان کے پیچھے لگنے والے اور انہیں علم کا پہاڑ سمجھنے والے مسلمانوں کی اکثریت : واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" : کے الٰہی حکم کو پس پشت ڈالتے ہوئے اہل کتاب کی طرح تفرقہ بازی اور باہمی اختلاف کی پگڈنڈیوں کی مسافر بن کر رہ گئی۔

ان عجمی منافقین نے قرآن میں موجود احکام کے بارے میں امت میں انتشار اور تفرقہ بازی پیدا کرنے کے لیے کس کس طرح اور کیسے کیسے انداز میں اپنے پاس سے متضاد اور باہم متخالف احادیث اور روایات گھڑیں ، جبکہ وہ احکام یا تو خود قرآن میں فی نفسہ, بالکل واضح تھے یا تواتر کے ذریعے ، تاریخی تسلسل کے ساتھ سابقہ اقوام اور انبیاء سے نسل در نسل منتقل ہوتے آ رہے تھے اور دور نبوی اور دور صحابہ میں قرآنی ہدایت اور گائیڈنس کی بے مثال رہنمائی میں امت میں بغیر کسی اختلاف کے ، متفقہ طور پر زیر عمل تھے ، لیکن جن میں پھر منافقین عجم نے

اپنی وضع کردہ روایات کے ذریعے اختلافات کا ایسا اودھم اور غدر مچایا کہ بتکدے میں صنم بھی کہے ، ہری ہری ۔
اس بات کو تفصیل سے واضح کرنے کے لیے صرف دو مثالیں کافی ہوں گی جن میں سے پہلی مثال طریقۂ طلاق ہے اور دوسری مثال طریقۂ صلات ہے ۔

****

اسلام سے قبل ھر مذھب میں انسان کا اللہ سے اپنی بات کہنے کا کوئ نا کوئ طریقہ رھا ھوگا ، عبادت کا کوئ طریقہ تو رائج رھا ھوگا ؟ اسلام کا دامن ایسے طریقہ عبادت سے خالی رھنا ، سمجھ نہی آتا ؟
ایسا لگتا ھے کہ چونکہ مساجد پر مکمل طور پر ملاؤں کا قبضہ ھے تو قرانی فکر رکھنے والے افراد کے خیال میں ملاؤں کے بائیکاٹ کا بہترین طریقہ یہ ھو کہ مروجہ نماز سے ھی جان چھڑا لی جائے ۔
اصل بات یہ ھےکہ مساجد کا بائیکاٹ کرنے سے ملائیت ختم نہی ھوگی بلکہ مساجد کو ملاؤں کے پنجے سے آزاد کرانا ھو گا تاکہ مساجد کی مرکزی اتھارٹی کو بحال کیا جا سکے۔ اگر مساجد کی مرکزی اتھارٹی قائم نہی ھوگی تو مومینین کے مل بیٹھنے کا ادارہ ، مشاورت کا ادارہ کیسے قائم ھو گا ؟

****

مومن شجرِ سا یہ دار..

محمد فاروق

سماج مختلف المزاج افراد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس میں دھوکہ دینے والے بھی ہوتے ہیں اور دھوکہ سہنے والے بھی ، وفا کرنے والے بھی ہوتے ہیں ا ور بے وفائی کرنے والے جس طرح باغ میں صرف پھول نہیں کھلتے ، وہاں نو کیلے کانٹے بھی پنپتے ہیں، اسی طرح سماج میں صرف صالح افراد نہیں بستے ، بلکہ غیر صالح افراد بھی آباد ہوتے ہیں۔ با الفا ظ دیگر سماج میں اچھے برے، نیک بد، ذہین اور بیوقوف اور ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں۔ نتیجتاً ہر وقت انسان کو متوقع اور غیر متوقع حالات کا سامنا رہتا ہے کبھی حالات اس کے حق میں ہوتے ہیں اور کبھی خلاف ۔جب صورت حال پسندیدہ ہو تو کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا ۔ مگر جب ماحول توقعات کے برعکس ہو۔ پھر منفی ذہن بنتا ہے۔ حسد ، تعصب ،انتقام جیسے جذبات انسان کو مغلوب کر تے ہیں۔ ایسے میں دل چاہتا ہے کہ مخالف کو مزا چکھایا جا ئے۔ جب کہ قرآن حکیم غیر متوقع صورت حال میں بھی صبر و تحمل کا حکم دیتا ہے۔ عام معاملات تو بہت دور کی بات ہے ۔کتا ب الہی تو انتہائی ہیجان خیز حالات میں بھی تقویٰ اور احسان کی نصیحت کر تی ہے۔ مثلاً طلاق ایک غیر معمولی مسئلہ ہے۔ میاں بیوی کے باہمی جھگڑے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے الگ رہنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ایسی کشیدہ حالت میں ہر ایک دوسرے کو نیچے دیکھانا چاہتا ہے۔ مگر قرآن حکیم ایسے جذبات انگیز حالات میں بھی تقوی کی روش اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور زیادتی کرنے سے منع کرتا ہے ۔ اب زندگی کے باقی معاملات میں آپ خود اندازہ لگا لیں کہ اللہ کو مومن سے دنیا کی زندگی میں کس قسم کا سلوک مطلوب ہے۔ سورہ البقرہ کی ۲۳۱ کا ترجمہ ہے

"اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت تک پہنچ جائیں توا ن کو یا قاعدہ کے مطابق رکھ لو یا قاعدہ کے مطابق رخصت کر دو۔ اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہ روکو تا کہ ان پر زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا، اس نے اپنا ہی برا کیا۔ اور اللہ کی آیتوں کو کھیل نہ بناؤ۔ اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو اور اس

کتا ب و حکمت کو جو اس نے تمھاری نصیحت کے لیے اتاری ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔‘‘(2/231) مذکورہ قرآنی ہدایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتاب الہٰی نے اہل ایمان کے لیے کیا اخلاقی معیار مقرر کیا ہے۔ طلاق کے وقت میاں بیوی کے درمیان الفت کا بندھن ٹو ٹ جا تا ہے اور نفرت کی دیوار کھڑی ہو جا تی ہے۔ ایسے جذ با ت انگیز ماحول میں اللہ کا حکم ہے کہ تقویٰ پر قائم رہو اور زیادتی کرنے والے نہ بنو۔ تقویٰ سے مراد ہے کہ معاملات طے کرتے ہو ئے خدا کا خوف دامن گیر رہے۔ مبادا منفی جذبات کے زیر اثر آپ انسانی حقوق بھی پائمال کر دیں۔ اور زیادتی نہ کرنے سے مراد ہے کہ زوجین معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کے لیے حتی الو سع ایڈ جسٹ کر یں۔-چھوٹی چھوٹی باتوں کوا انّا کا مسئلہ نہ بنائیں اور یہ بات ذہن نشین رہے طاقت ور آپ نہیں بلکہ او پر والا ہے۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ طے کیا جا سکتا ہے کہ غیر متوقع صورت حال میں مومن کا سلوک (conduct) کیسا ہونا چاہے۔ وہ مسائل پیدا کرنے والا (problems creator) نہیں بلکہ مسائل حل کرنے والا(problems solver)ہو ۔ وہ مشکلات کا باعث نہ بنے، بلکہ ان کی چُول بیٹھانے والا ہو، وہ تنازعات کو ہوا دینے والا نہیں بلکہ انھیں ختم کرنے والا ہو۔ وہ چیلنجز دیکھ کر جھنجلاہٹ کا شکار نہ ہو ، بلکہ صبر و حکمت سے ان کا مقابلہ کرے ۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ مومن ایک فیض رساں شخص ہوتا ہے اس کی مثال ایک ایسے سر سبز درخت کی مانند ہے جس کے سایہ سے انسان و حیوان استفادہ کرتے ہیں۔ وہ سنگ باری کا جواب بھی ثمر باری سے دیتا ہے۔ وہ رد عمل کی نفسیات میں نہیں بلکہ تقویٰ کی نفسیات میں جیتا ہے۔ اس کی زبان شکایت سے آلودہ نہیں ہوتی بلکہ کلمہ ِشکر سے معطر رہتی ہے۔ اس کے ذہن میں خدا کی عظمت چھائی ہوتی ہے اور جس ذہن میں خدا کی ُعظمت چھائی ہو، وہاں ضد، حسد، تعصب اور انتقام جیسے جذبات جنم نہیں لیتے۔ نتیجتاً مومن کبھی بھی برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ اچھائی سے دیتا ہے اور جزا کی اُمید اللہ سےکرتے ہیں۔

عربوں کے عظیم حافظے کا مغالطہ .. ؟

یوسف سیجا

یہ سوال نہایت اہم ہے، بلکہ یوں سمجھیے کہ تاریخ کے حلال گوشت میں چھرا چلانے جیسا ہے: کیا عربوں کا "زبانی حافظہ" اور "نسل در نسل منتقل ہونے والی روایات" واقعی اتنی معتبر تھیں؟ یا یہ سب کچھ بعد کی تعمیر شدہ داستانیں ہیں جو لکھی ہوئی تاریخ کی غیر موجودگی کو چھپانے کا مہذب بہانہ بن گئیں؟ آئیے اس سوال کو کچھ زاویوں سے دیکھیں۔ تاریخی، سوشیولوجیکل، سیاسی، منطقی طور پر پرکھتے ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ عربوں کو شاعری، نسب، قبیلائی قصے اور جنگوں کے واقعات من و عن یاد ہوتے تھے، اور نسل در نسل بغیر کسی غلطی کے منتقل کرتے تھے۔ لیکن اگر یہ دعویٰ مان لیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ ایک ہی واقعے کی درجنوں مختلف روایتیں کہاں سے آئیں؟ کسی میں اونٹ کے دانت گرے، کسی میں تلوار کا دستہ ٹوٹا، اور کسی میں تو سارا واقعہ خواب میں دیکھا گیا۔ اگر حافظہ اتنا ہی بے داغ ہوتا تو تاریخ ایک جیسی ہوتی، نہ کہ ہر راوی کے ہاں الگ ہی "اسلامک ملٹی ورس" کھل جاتا۔
مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ان زبانی روایتوں کے راوی اکثر خود انہی قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے جن کے بزرگ ان قصوں کے مرکزی کردار تھے۔ بنو ہاشم کے راوی اپنے سرداروں کو فرشتوں کی نسل سے بتاتے، بنو امیہ والے انہیں قافلے لوٹنے والا بتا دیتے، اور بنو عباس نے دونوں کو "قابلِ اصلاح" کہہ کر خلافت پر قبضہ کر لیا۔ یوں زبانی روایت آج کی یوٹیوب ہسٹری بن گئی۔ ہر چینل اپنی پسند کا سچ بیچ رہا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ تب ویڈیو کی جگہ "عن فلاں عن فلاں" ہوا کرتا تھا۔

اور لکھنے کی کوشش؟ وہ تو جیسے کسی نے کی ہی نہیں۔ پہلی صدی ہجری میں نہ کوئی سرکاری آرکائیو، نہ جنگی رپورٹ، نہ عدالتی ریکارڈ ، یعنی ایک مکمل ریاستی سناٹا۔ پوچھا جائے تو جواب آتا ہے: "ہم لکھتے نہیں تھے، یاد رکھتے تھے!" یعنی

جیسے ہر عرب ماں اپنے بچوں کے نام، وزن، اور پیدائش کا وقت ذہن میں محفوظ رکھتی ہو، چاہے پورے قبیلے کے ہوں.!

اب آئیے راویوں کی طرف، جن کی کثرت نے پوری تاریخ کو گم سم کر دیا۔ اتنا راوی تھا، تو قلم کیوں نہیں تھا؟ سوال چھوٹا، مگر سوچنے پر مجبور کرنے والا۔ اگر ہر دوسرا شخص "قال فلان عن فلان" کی روایانہ زنجیر لیے گھوم رہا تھا، تو کسی کو یہ سوجھی نہ کہ ایک تختی پر ہی لکھ دے؟ یعنی حال یہ کہ چھوٹے سے علاقے میں لاکھوں لاکھوں راوی، مگر ایک بھی اسٹینوگرافر نہیں! شاید عربوں کو لکھنے سے پرہیز تھا، یا پھر لکھنے سے بہت کچھ ثابت ہو جانے کا خطرہ تھا۔

اوران راویوں کی غیرجانبداری؟ تو حضورِ والا ، جب راوی خود ان ہی قبیلوں سے ہوں جن پر قصے مبنی ہیں، تو یہ غیرجانبداری ویسی ہی ہے جیسے دولہا کا ماموں نکاح کا گواہ بھی ہو اور کیٹرنگ کا ٹھیکیدار بھی۔
پھر بات آئی محدثین کی یعنی تاریخ کے وہ درزی، جنہوں نے ہر روایت کو "سند" کے پیچھے چھپا کر ایسا سلوک دیا، جیسے ہر دراڑ کو "ضعیف روایت" کہہ کر وال پیپر چپکا دیا ہو۔ اگر راوی وقت پر نماز پڑھتا تھا، بیوی سے خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا، تو اس کی روایت "صحیح" چاہے اس نے واقعہ آنکھوں سے نہیں، سسرال کی ساس سے سنا ہو اور ساس نے اپنی پھوپھیا ساس سے سنا ہو ۔ یعنی تاریخی صداقت سے زیادہ، گھریلو تربیت کا پرچہ دیکھا گیا۔

تو پھر قلم کس کا تھا؟ اور جب چلا تو کیا لکھا؟ عرب میں تحریر کا فن موجود تھا۔ مکہ میں معاہدے لکھے جاتے، نسب نامے درج ہوتے، قرض کی رسیدیں محفوظ رکھی جاتیں۔ لیکن جب بات آئی ان واقعات کی جنہوں نے تہذیبوں کا رخ موڑ دیا، تو قلم کا سیاہی دان سوکھ گیا۔ گویا وہی قلم جو مال و منافع کی گنتی میں استعمال ہوتا تھا، اچانک حقائق لکھنے میں ناپاک ہو گیا۔

تحریری تاریخ جب آئی تو کچھ ایسی آئی جیسے خلیفہ کا درباری مؤرخ لکھے، اور دربار سے ہر صفحے کی منظوری بھی لے۔ یعنی جو لکھا گیا وہ "جائز"، اور جو نہ لکھا گیا وہ "فتنہ"۔ ایسا مؤرخ جو بادشاہ کے مظالم کو "اجتہادی غلطی" کہہ کر گزر

جائے، اور کسی بغاوت کو "فساد فی الارض" کا فتویٰ دے کر جڑ سے اکھاڑ دے، وہ مورخ کم، اور سلطنت کا اسٹینو گرافر زیادہ لگتا ہے۔

یہی وہ لمحہ ہے جب تاریخ واقعہ نہیں رہتی، بلکہ "واقعاتی ضرورت" بن جاتی ہے۔
جو واقعہ ہو چکا ہوتا ہے، وہ اگر وقت کے سلطان کو راس نہ آئے تو یا تو مٹا دیا جاتا ہے، یا نئے زاویے سے دکھا دیا جاتا ہے۔ کسی بغاوت کو "فدائیت" کہہ دیا جاتا ہے، اور کسی نسل کشی کو "تاریخی مصلحت"۔
یعنی تاریخ وہ نہیں جو ہوئی، بلکہ وہ ہے جو دکھائی گئی، اور ایسے دکھائی گئی کہ قاری سچ کو افسانہ سمجھے اور افسانہ کو ایمان۔ سچ بولنے والا یا تو زندان میں جاتا ہے یا حاشیے پر۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم زبانی روایتوں کو اتنے تقدس سے
دیکھتے ہیں جیسے کوئی قدیم وظیفہ ہو، جسے چیلنج کرنا بیماری کو دعوت دینا ہو۔
تو اگلی بار جب کوئی پوری سنجیدگی سے کہے: "یہ تو تاریخ میں لکھا ہے**!**" تو ذرا "مسکرا کر پوچھیے: "قبلہ، لکھا تو ہے، پر کس نے؟ کب؟ اور کس کے کہنے پر؟

یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب کتابوں میں نہیں، بلکہ خاموشیوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ اور یہی خاموشیاں وہ زخم ہیں جو اگر بولیں تو پوری تاریخ کا چہرہ بدل دیں۔

تفاسیر قرآن کا ماخذ ....

أبو حیان سعید

بر صغیر پاک و ھند میں ھونے والی تمام کی تمام تفاسیر قرآن کریم کی قدیم عربی تفاسیر میں بیان کی گئیں مضحکہ خیز داستانوں سے ماخوذ ھیں۔
تفاسیر قرآن میں اولڈ ماسٹرز کی شہرت یافتہ قدیم عربی تفاسیر کا ایک انتہائی مختصر جائزہ ---

کتاب: تفسیر مجاہد مصنف: ابو الحجاج مجاہد بن جبر الطبی المکی القرشی المخزومی (متوفی 104ھ) مدیر: ڈاکٹر محمد عبدالسلام ابو النیل ناشر: ماڈرن اسلامک تھاٹ ہاؤس مصر ایڈیشن: پہلا، 1410ھ - 1989ء صفحات کی تعداد: 762 . یہ تقریباً جھوٹی روایات سے بھری ہوئی ہے ، یہ مجاھد عبداللہ بن مسعود کا خادم تھا ، بازار سے سودا سلف لانے اور دیگر خدمات پر معمور تھا ۔ عبداللہ بن مسعود کی وفات کے بعد اس نے اپنا حلقہ احباب بنا لیا تھا اور ان کے سامنے عبداللہ بن مسعود سے منسوب کر کے قصے کہانیاں سناتا رہتا تھا ۔ اس مجاہدتابعی نے صحابی رسول عبدللہ بن مسعود پر دل بھر کر جھوٹ بولا ہے ، اور اس کے شا گردوں / ساتھیوں ایوب السختیانی ، عطا بن ابی رباح ، قتادہ ، مقاتل بن سلیمان ،فطر بن خلیفہ ،یونس بن ابی اسحاق ، ابو اسحاق السبیعی وغیرہ نے ان جھوٹی کہانیوں کو خوب اچھالا .

کتاب: تفسیر مقاتل بن سلیمان مصنف: ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر العزدی البلخی (متوفی 150ھ) مدیر: عبداللہ محمود شہتا ناشر: دار احیاء التراث - بیروت ایڈیشن: پہلا - 1423ھ . اس تفسیر کی بنیاد " اسرائیلیات " پر ہے ، اس مقاتل بن سلیمان نے اپنے اساتذہ ، ہم عصروں نافع ، زھری ، ابو اسحاق السبیعی، الضحا ک ،مجاھد ، عطا بن ابی رباح وغیرہ سے ایسی ایسی خرافاتی روایت نقل کیں ہیں کہ الامان والحفیظ ..

کتاب: تفسیر الثوری مصنف: ابو عبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی (متوفی 161ھ) ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت - لبنان ایڈیشن: پہلا 1403ھ 1983ء صفحات کی تعداد: 284 . اس تفسیر کی بنیاد ' کوفی اور بصری روایات ہیں. عاصم الاحول ، ابو اسحاق السبیعی، ھشام بن عروہ ، سلیمان الاعمش ، فطر بن خلیفہ ، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کی بیان کردہ بے سر و پا، من گھڑت روایات بھری ہوئی ہیں .

کتاب: تفسیر عبد الرزاق مصنف: ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی (متوفی 211ھ) ناشر: دار الکتب العلمیہ مطالعہ و تحقیقات: ڈاکٹر محمود محمد عبدہ، ناشر: دار الکتب العلمیہ - بیروت. ایڈیشن: پہلا، سال 1419 ہجری .اس میں سعید بن جبیر ، ابن جریج ، سفیان بن عینیہ ، سفیان الثوری ، معمر ،جعفر بن سلیمان وغیرہ کی روایات ہیں . اس تفسیر پر الازہر الشریف کے استاذ ڈاکٹر محمود محمّد عبدہ نے تحقیق و تخریج کی ہے. اس تفسیرمیں زیادہ تر روایات معمر عن قتادہ کی سند سے بیان کی گئی ہیں.

ابراہیم بن عباد الدیری کا بیان ہے کہ ستر ہزار حدیثیں ان عبدالرزاق کے دماغ میں محفوظ تھیں . (الاعلام :2/519 خیر الدین زرکلی متوفی: 1396ھ) (تہذیب التہذیب:6/314) .

گویا یہ عبدالرازق بن ہمام اس دور کا سپر کمپیوٹر تھا .عبدالرزاق بن همام سے بخاری نے 103 ، مسلم نیشاپوری نے 376 ، ابو داوُد نے 170 ، ترمذی نے 129 ، نسائی نے 97 ، ابن ماجہ نے 75 روایات لی ہیں . عبد الرزاق کا سنہ وفات 211ھ بمطابق 827ء ہے

اس عبدالرزاق کے استاد معمر بن راشد کا حال سن لیں :

علم حدیث اوراس کے متعلقہ وقت برباد کرنے فنون میں معمر بن راشد کو بڑی مہارت حاصل تھی ،احادیث گھڑنے میں اس کو خاص ملکہ حاصل تھا ، ہزاروں حدیثیں سند متن سمیت معمر بن راشد کے دماغ میں محفوظ کر رکھی تھیں ۔ صاحبِ مصنَّف عبدالرزاق صنعانی (ت211ھ) کا بیان ہے:

کتبتُ عن معمرٍ عشرةَ آلافِ حدیثٍ• کہ میں نے امام معمرسے دس ہزار حدیثیں لکھی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: ج1 ص142)

ذراملاحظہ فرمائیں کہ ایک ایک بندہ دس دس ہزارحدیثیں اپنی جیب میں لے کرگھوم رہا تھا, کیا زمانہ تھا!

معمر بن راشد کے اساتذہ میں بڑے بڑے فنکار شامل تھے جن میں ابن شہاب زہری، ہشام بن عروہ، قتادہ بن دعامہ،عمرو بن دینار،یحییٰ بن کثیر،ہمام بن منبہ ،ثابت البنانی، عاصم الاحول، ابو اسحاق السبیعی ،ایوب السختیانی ،زید بن اسلم، صالح بن کیسان، عبداللہ بن طاؤس،سماک بن الفضل، اسماعیل بن علیہ، محمد بن المنکدر سر فہرست ہیں .

معمر بن راشد کی پیدائش 96 ھجری ہے، وفات 153 ھجری ہے . چودہ سال کی عمر (110 ھجری) میں قتادہ بن دعامہ سے حدیث سنی ، اور (120 ھجری) 24 سال کی عمر میں ابن شہاب زہری کے سامنے احادیث عرض کیں یعنی ابن شہاب زہری کے سامنے حدیث پڑھی اور اس ابن شہاب نے توثیق کی . غرض یہ کہ تفسیر عبدالزاق جھوٹی روایات کا ایک شاہکار ھے .

کتاب: تفسیر الطبری - قرآن کی آیت کی تفسیر پر جامع البیان مصنف: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (224 - 310 ہجری) تدوین: ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن - ڈاکٹر عبد السناد حسن یمامہ پبلشر: دار حجر، مصر ایڈیشن: پہلا، 1422 ہجری - 2001 عیسوی . اپنی اس تفسیر میں ابن جریر طبری ایسی ایسی لغو اور واہیات کہانیاں مجاہد تابعی ، قتادہ ، سدی ،حسن بصری ، الضحاک ، سعید بن جبیر ، عکرمہ ، ابن جریج ، عطا بن ابی رباح ، عامر بن شرا حیل ، ابن اسحق وغیرہ سے نقل کیں ہیں کہ یہ تفسیر کم داستان گوئی زیادہ لگتی ہے . طبری کے بعد آنے والے عقل سے فارغ مفسرین نے طبری کی جھوٹی کہانیاں دل بھر بھر کر آگے بیان کی ہیں .

کتاب: الکشاف مصنف: محمود بن عمر بن احمد الزمخشری [متوفی 538ھ]

ناشر: دار الريان للتراث بالقاهرة , دار الكتاب العربي ببيروت الطبعة: الثالثة 1407 ہجری/ 1987 عیسوی. الکشاف میں دیگر تفاسیر سے بہت زیادہ فلسفیانہ ابحاث کی گئی ہیں ، زمخشری پر اعتزال کا غلبہ رہا اسی لئے الکشاف کو تفسیری ادب میں پہلے ہونے والی تفاسیر سے ادبی لحاظ سے فوقیت حاصل ہے اور بعد میں آنے والی تمام تفاسیر الکشاف سے متاثر نظر آتی ہیں . کتب تفاسیر میں یہ واحد کتاب ہے جس میں امام زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے دو روایات نقل کی گئی ہیں اس

کے علاوہ ابو حنیفہ سے بھی چار روایات شامل ہیں . کشاف کے بارے میں ہمارا قول عرب اہل علم میں کافی مقبول ھوا کہ "كتابة الزمخشري ينبغي أن يفهمها الزمخشري أو يفهمها الله". بہر حال کشاف کو پڑھنا اور سمجھنا بڑے دل گردے کا کام ہے اور کشاف کو آپ کسی کو سمجھا ہی نہیں سکتے.

کتاب: تفسیر عظیم قرآن از ابن ابی حاتم مصنف: ابو محمد عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی، الحنثلی، الرازی ابن ابی حاتم (متوفی 327ھ) مدیر : اسد محمد الطیب ناشر: نظر مصطفیٰ الباز کتب خانہ - مملکت سعودی عرب ایڈیشن: تیسرا - 1419 ہجری

کتاب: تفسیر البغوی کی تشریح : تفسیر القرآن میں نزول کے سنگ میل ,مصنف: ابو محمد الحسین ابن مسعود ابن محمد بن الفارع البغوی الشافعی (متوفی: 2000) 510ھ) ایڈیٹر: عبد الرزاق المہدی ناشر: دار احیاء عربی ورثہ - بیروت ایڈیشن: پہلا، 1420 ہجری.

کتاب: مفاتیح الغیب , الرازی کی تفسیرمفاتیح الغیب. مصنف: ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی، عرفی نام فخر الدین الرازی، خطیب الرائے (متوفی 606) ناشر: عرب ورثہ احیاء خانہ - بیروت ایڈیشن: تیسرا - 1420 ہجری.

اب بھی تین سو سے زیادہ تفاسیر ہیں جن پر میں نے بات نہیں کی-